جرح وتعدیل میں شیخ ناصر الدین البانیؒ کے منہج کا تحقیقی جائزہ

A Research Analysis of the Methodology of Shaikh Nasir ud Dūin Albᾱni about Jarh wa Ta'dīl

انوار الحق[i] ڈاکٹر محمد شاہد[ii]

Abstract

Science of Jarh wa Ta'dīl is a means of preserving the text and authenticity of a hadith. This knowledge is unique to Muslims. Through it, the circumstances of millions of narrators of hadith have been recorded. Thanks to this knowledge, It is a matter of pride for Muslims today that the collection of hadith available to the Umma of Muhammad meets the standard of research and criticism. The former ummas have not been able to do this in a good way due to which the teachings of their Prophets are almost non-existent and what exists is found in a distorted form. With the passage of time, this knowledge continued to innovate and this knowledge continued to develop further. Many well-known narrators have passed away in this knowledge. Shaikh Nasir ud Dīin Albᾱni is also one of those muhadditheen who has dedicated his life to the service of hadith. In this article, his principles regarding Jarh wa Ta'dīl collected and discussed, but he compiled a set of principles, which he named Tamam al-Manna. He mentions some other principle in his various compilations, which will be mentioned here together.

Key Words: Jarh, Ta'dīl, Albanī, ḍa'īf, Ṣahīh, Compilations

i پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ حدیث وعلوم حدیث، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

ii اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ حدیث وعلوم حدیث، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

جرح کا معنی

جرح راء کے سکون کے ساتھ زخمی کرنا، راء کے فتحہ کے ساتھ زخمی ہونے کا اور جیم کے فتحہ کی صورت میں دھار دار یا کسی چیز سے زخمی کرنا کے ہیں۔ حاکم کا شہادت دینے والے پر جرح کا مطلب بھی یہی ہے کہ اس نے ایسا عیب بتایا ہے جس سے شہادت دینے والے کی عدالت ختم ہو گئی۔ جرح، جیم کے ضمہ کے ساتھ زخم کو کہتے ہے۔

بعض اہل لسان جُرح، ج کے ضمہ کے ساتھ لوہے یا کسی اور چیز سے زخم کرنے اور ج کے فتح کے ساتھ توہین اور زبانی طور پر زخم دینے کو کہتے ہے۔ اہل لغت کے ہاں یہ لفظ اسی معنی میں متداول ہے [1]۔

جرح کا مفہوم

جرح کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ راویوں کے ایسے عیوب کو بیان کرنا جو ان کی عدالت اور ضبط کو ختم کر دے یا عیب دار بنا دے جس سے ان کی روایت مردود ہو جائے [2]۔ حاجی خلیفہ کے ہاں جرح کی تعریف یوں ہے:

هو علم يبحث فيه عن جرح الرواة وتعديل هم بالفاظ مخصوصة وعن مراتب تلک الالفاظ [3]

یہ ایسا علم ہے جس میں راویان حدیث کی جرح وتعدیل کے متعلق مخصوص الفاظ کے ذریعے بحث کی جاتی ہے اور ان الفاظ کے مراتب سے بھی بحث کی جاتی ہے۔

جرح وتعدیل کی شرعی حیثیت

جرح کی شرعی حیثیت کے بارے میں قرآن حکیم، احادیث نبویہ اور سلف صالحین سے تعلیمات ملتی ہیں کہ یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی اور تحسین کی گئی ہے اور تحقیق وتفتیش کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ جیسا کہ آیت میں ارشاد ہے:

إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا [4]

"اگر تمھارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو خوب تحقیق کر لو۔"

ابو تراب نخشی نے امام احمد کو غیبت سے منع کیا اور کہا کہ غیبت نہ کیجیے تو امام احمد نے جواب دیا:

ويحک هذه نصيحة [5]

"آپ کیا فرما رہے ہیں؟ یہ غیبت نہیں بلکہ نصیحت ہے۔"

حدیث نبوی میں یہ تعلیم ملتی ہے کہ ایک منافق کے بارے حضور نے فرمایا:

بئس اخو العشیرۃ[6]

" یہ قبیلہ کا برا آدمی ہے۔"

جبکہ تعدیل کے سلسلے میں ارشاد ہے:

ان عبداللہ بن عمر رجل صالح[7]

ابن عمر ایک صالح آدمی ہے۔"

اس لیے محدثین نے غیبت اور جرح میں فرق کرتے ہوئے جرح کو جائز قرار دیا ہے۔ قرآن کریم، احادیث نبویہ اور سلف صالحین کے عمل سے نہ صرف اس کا جواز معلوم ہوتا ہے بلکہ وجوب معلوم ہوتا ہے۔

جرح وتعدیل کی ضرورت واہمیت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد:

من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار[8]

"جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا اس نے اپنے لیے جہنم میں ٹھکانہ بنایا۔"

کے پیش نظر محدثین کرام نے روایت حدیث میں انتہاء درجہ کی احتیاط برتی اور احادیث کو محفوظ کر دیا۔ دورِ رسالت وصحابہؓ میں روایات کا دارومدار زیادہ تر حافظے پر تھا۔ مرورِ زمانہ کے ساتھ اللہ نے ایسے افراد پیدا کئے جنہوں نے رجال اور اسناد پر کام کرتے ہوئے تقریبا پانچ لاکھ افراد کا ایک قیمتی ذخیرہ جمع کیا۔ ان رواۃ پر بحث کے نتیجے میں احادیث کی اقسام بھی سامنے آگئیں مثلا: صحیح، ضعیف، حسن اور موضوع وغیرہ۔

شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ چند برس قبل ایک معروف شخصیت کے طور پر سامنے آئے جنہوں نے اصول جرح و تعدیل کی روشنی میں احادیث پر صحت وضعف کا حکم لگایا۔ عصر حاضر میں انھوں نے متن حدیث میں نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔ اس مقالہ میں جرح وتعدیل سے متعلق شیخ البانی رحمہ اللہ کے منہج، اسلوب اور جرح وتعدیل میں اختیار کردہ اصول کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جائیگا۔

جرح وتعدیل میں شیخ البانی رحمہ اللہ کا منہج

جرح وتعدیل میں شیخ البانی رحمہ اللہ عام طور پر ان قواعد وضوابط کی پابندی کرتے ہیں جو ائمہ جرح وتعدیل کے ہاں

معروف اور متداول ہیں اور کبھی ان سے اختلاف بھی کرتے ہیں اس لیے کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ وہ ان اصطلاحات و قواعد کی بناء پر ان راویوں کی توثیق کرتے ہیں جن کو ائمہ جرح نے ضعیف قرار دیا ہو اور کبھی ان پر جرح کرتے ہیں جن کو ائمہ نے ثقہ قرار دیا ہو۔ شیخ کی اجتہادی رائے کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ جب شیخ البانیؒ سے پوچھا گیا کہ جس شخص پر ائمہ نے مجہول کا حکم لگایا ہو تو کیا ہم اس پر معروف العدالۃ اور ثقاہت کا حکم لگا سکتے ہیں اور ان کی احادیث کا جائزہ لے سکتے ہیں؟ یا یہ کام ہماری طاقت سے باہر ہے؟ جبکہ کسی راوی پر مجروح یا ثقہ ہونے کا حکم لگانا ہو اور وہ متقدمین کے ہاں میسر نہ ہو تو یہ حکم ہم کہاں سے معلوم کریں گے؟ اس کے جواب میں شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا کہ (صحیح) ہاں یہ درست ہے[9]۔ ان کے ہاں اس معاملہ میں اجتہاد کی گنجائش موجود ہے یعنی ایسا کیا جا سکتا ہے۔

جرح و تعدیل میں شیخ البانی رحمہ اللہ کا اسلوب

شیخ البانی رحمہ اللہ جرح و تعدیل میں محدثین کے تمام اقوال ذکر کر کے محاکمہ اور تجزیہ کرتے ہیں۔ اس تجزیہ اور تحقیق کی روشنی میں کسی راوی پر جرح یا تعدیل کا حتمی حکم لگاتے ہیں مثلاً شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ عتبہ ان رواۃ میں سے ہے جن کے بارے میں ائمہ کے اقوال مختلف ہیں۔ اسی وجہ ذہبی نے حسن الحدیث کہا ہے[10]۔ دار قطنیؒ کے ہاں لیس بالقوی ہے[11]۔ ابن حجرؒ کے ہاں "صدوق یخطی کثیرا" حافظ زیلعیؒ نے توثیق کی ہے۔ ابن شاہین نے یحیٰ کے حوالے سے ثقہ قرار دیا ہے[12] جبکہ نوویؒ نے المجموع میں کہا ہے کہ "اسنادہ صحیح" لیکن اس میں عتبہ ہے جن کی توثیق میں ائمہ نے اختلاف کیا ہے۔ جمہور نے توثیق جبکہ دوسرے ائمہ نے تضعیف کی ہے۔ تضعیف میں جرح مفسر نہیں ہے لہذا ان کی روایت سے احتجاج کرنا ظاہری بات ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کی نظر میں اس جمہور والے قول میں دو وجوہات کی بناء پر نظر ہے: ایک یہ جمہور کی توثیق سے معلوم ہوتا ہے کہ چند افراد نے تضعیف کی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ شیخ کی تحقیق میں آٹھ ائمہ نے تضعیف اور آٹھ نے توثیق کی ہے تو جمہور کیسے بن گئے۔ مضعفین کے نام یہ ہیں: احمد بن حنبل "کان یوھن قلیلا"، یحییٰ بن معین کے ایک قول میں ضعیف اور دوسرے میں "واللہ الذی لاالہ الا ھو انہ منکر الحدیث"، محمد بن عوف الطائی "فیہ ضعف"، الجوزجانی "حدیثہ غیر محمود الا عن طریق الاعمش"، نسائی "ضعیف اور لیس بالقوی" ابن حبان "عقبہ کے علاوہ دوسرے طرق کا اعتبار

کیا جائے گا"، دار قطنی کے ہاں "لیس بالقوی" اور بیہقی کے ہاں "غیر قوی" ہے۔

شیخ کہتے ہیں کہ معدلین بھی آٹھ ہیں: مروان بن محمد الطائی: کے ہاں "ثقة"، ابن معین کے ہاں ثقہ، ابو حاتم الرازی کے ہاں صالح، دُحیم کے ہاں "لا اعلمه الا مستقیم الحدیث"، ابوزرعہ نے ثقات میں ذکر کیا ہے، ابن عدی کے ہاں "ارجو لا باس به"[13]، طبرانی کے ہاں "کان من ثقات المسلمین"، اور ابن حبان نے بھی ثقات میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ اس کے بعد لکھتے ہیں:

"عتبہ کے بارے میں میں اس نتیجے پر پہنچا کہ معدلین اور جارحین کی تعداد آٹھ آٹھ ہے تو ثقہ الجمہور کا جو قول تھا وہ خطا تھا۔ اگر اس کی بجائے ضعفہ الجمہور کہتا تو یہ اقرب الی الصواب ہوتا۔ پھر تفصیل بیان کرتے ہیں کہ ابن معین اور ابن حبان موثقین اور معدلین دونوں میں شمار ہوتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ راویوں کے نقد میں اجتہاد سے کام لیتے ہیں۔ یہ کبھی کسی کی توثیق کرتے ہیں، کچھ زمانہ کے بعد راوی کا مجروح ہونا واضح ہو جاتا ہے اور وہ راوی کو مجروح ٹھہراتے ہیں اور یہی مؤقف ہر ناقد کے حق میں ضروری بھی ہے۔ پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ توثیق کنندہ کے قول کو ترجیح دی جائے گی یا جرح کنندہ کی؟ تو یہ بدیہی بات ہے کہ ثانی الذکر کو مقدم کریں گے کیونکہ وہ راوی کو ایک ایسی وجہ سے مجروح قرار دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ جرح کا مستحق ہوتا ہے۔ یہ ایک قسم کی جرح مفسر ہوئی جو توثیق پر مقدم ہو گی اور اس کی وجہ سے جارح کے توثیق کے قول سے رجوع تصور ہو گا۔ اس تفصیل کی بناء پر ابن معین اور ابن حبان معدلین سے نکل گئے اور جرح کنندہ میں شمار ہو گئے۔ توثیق کنندہ آٹھ سے گھٹ کر چھ ہوئے۔ معدلین میں ابو حاتم کا قول "صالح" اگرچہ محدثین کے ہاں توثیق ہے لیکن ابو حاتم کی اپنی اصطلاح میں ایسا نہیں ہے کیونکہ ان کے بیٹے نے الجرح والتعدیل کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ جرح و تعدیل کے الفاظ کے مختلف مراتب ہیں۔ جب کسی کے بارے میں ثقہ، متقن اور ثبت کہا جائے تو اس کی احادیث سے استدلال کیا جائے گا۔ صدوق، محلہ الصدق اور لا باس بہ کے الفاظ والے راویوں کی حدیث کو لکھا جائے گا اور اس پر غور بھی کیا جائے گا، یہ دوسرا مرتبہ ہے اور "شیخ" کہنے کی صورت میں احادیث کو لکھا جائے گا اور ان کی حدیث پر غور بھی کیا جائے گا لیکن یہ دوسرے مرحلے سے کم مرحلہ ہے۔ "صالح الحدیث" کہنے کی صورت میں اس کی احادیث کو اعتبار کے طور پر لکھا جائے گا۔ "لین اور لین الحدیث" کہنے کی صورت میں اعتبار کے لیے لکھا جائے گا اور آخر الذکر پر اعتبار بھی کیا جائے گا۔"

اس کے بعد شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ابو حاتم کے ہاں یہ منصوص ہوا کہ صالح الحدیث، لین الحدیث ہی کی طرح جرح ہے نہ کہ الفاظِ تعدیل کی طرح،

بخلاف اس قول کے جو تدریب الراوی میں علامہ سیوطی نے ذکر کیا ہے۔اسی بناء پر ابو حاتم بھی معدلین کی جماعت سے ساقط ہو کر مضعفین کے ساتھ ہو گئے۔ایک طرف تعداد پانچ اور دوسرے طرف نو ہو گئی اور اگر بیہقی کا قول بھی ملا لیا جائے یعنی غیر قوی، تو یہ تعداد دس بنتی ہے۔ پھر ابن عدی کا ارجو انہ لا باس بہ ، بھی توثیق میں نص نہیں ہے اور اگر اسے توثیق کا لفظ مان بھی لیا جائے تو یہ تعدیل کا ادنی درجہ ہے اور جرح کے مراتب میں پہلا مرتبہ۔یہ "ما علم بہ باس" کی طرح ہے جیسا کہ تدریب الراوی میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔اس کے بعد لکھتے ہیں کہ گزشتہ تفصیل سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ جمہور عتبہ بن ابی معیط کی تضعیف کے قائل ہیں اور ان کا ضعف مفسر ہے تو ان کے ضعف پر اعتماد کرنا بہتر ہے[14]۔"

جرح وتعدیل میں اس مثال سے شیخ کا منہج واضح ہوتا ہے کہ وہ تحقیق کے بغیر کسی راوی پر حکم نہیں لگاتے اور ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال میں توفیق سے کام لیکر جرح وتعدیل کے معتبر قواعد کے مطابق ہی فیصلہ کرتے ہیں۔ جرح وتعدیل میں شیخ البانی رحمہ اللہ کے چند اہم قواعد کو ذکر کیا جائیگا اور اس کے بعد ان اصول کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جائیگا۔

جرح وتعدیل میں شیخ البانی رحمہ اللہ کے اصول

1. اصول جرح تعدیل پر مقدم ہوگی

شیخ البانی رحمہ اللہ راوی کی جرح اور تعدیل میں اس قاعدے کے مطابق ہی عمل پیرا ہیں اور اس کا اطلاق بھی کرتے ہیں۔ جرح مفسر کی موجودگی میں جرح کو مقدم گردانتے ہیں۔وہ لکھتے ہیں: من کذب علی متعمدا

"انہ من الثابت فی علم الجرح والتعدیل ان الجرح و بخاصة اذا کان مفسرا مقدم علی التعدیل[15]"

شیخ البانی رحمہ اللہ کی مؤلفات میں اس کی بکثرت نظائر ملتی ہیں۔ جیسے:

" سعید بن بشیر الازدی تابعی کے بارے میں یحی بن معین نے ضعیف کہا ہے[16]۔بخاری نے لکھا ہے کہ لوگ ان کے حفظ کے بارے میں بات کیا کرتے تھے[17]۔اصحاب السنن ان سے روایت لیتے ہیں۔168ھ کو فوت ہوئے[18]۔ شعبہ نے "صدوق اللسان[19] قرار دیا ہے۔ذھبی نے لکھا ہے کہ "صدوق وثقه شعبه و غیرہ"[20] بقیۃ نے شعبہ سے ان کے بارے میں نقل کیا ہے کہ وہ "صدوق اللسان " تھے[21]۔علامہ ذھبی نے ضعفاء میں ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ شعبہ نے اس کی توثیق کی ہے لیکن اس میں " لین" ہے۔نسائی نے ضعیف کہا ہے۔ابن حبان نے فاحش الغلط کہا ہے۔اس کے بعد شیخ البانیؒ کہتے ہیں کہ یہی جرح مفسر ہے جو شعبہ کی توثیق پر سبقت پاتی ہے[22]۔"

جرح، تعدیل پر مقدم ہو گی۔ یہ اصطلاح سب سے پہلے مقاتل نے اپنی تفسیر میں استعمال کی تھی[23]۔

احمد بن محمد القدوری نے اس کے بعد اس اصطلاح کو استعمال کیا[24]۔ علی بن محمد ابن السمنانی نے اس اصطلاح کو اپنے کتاب میں ذکر کی ہے[25]۔ امام نووی نے بھی اس اصطلاح کو استعمال کیا ہے[26]۔ علامہ ذھبی نے تصریح کی ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہو گی[27]۔ ابن صلاح نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے کہ جرح، تعدیل پر مقدم ہو گی[28]۔

مذکورہ اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اصول متقدمین محدثین کے ہاں بھی مستعمل ہے۔

2. اصول: کسی راوی پر عدم جرح اس راوی کی توثیق نہیں ہے

شیخ البانی رحمہ اللہ کے ہاں ایک اصول یہ بھی ہے کہ عدم جرح سے توثیق کا ثبوت نہیں ہوتا۔ کیونکہ توثیق سے راوی جہالت کے مرتبے سے نکل کر تعدیل و قبول کے مرتبے میں داخل ہوتا ہے۔ ذیل کی مثال سے اس قاعدے کی تفصیل معلوم ہو گی۔ جیسے:

> "ایک راوی ابن عبد اللہ الحجمی جن کا نام ابراہیم ہے۔ تبع تابعی ہیں اور ابن حبان کے علاوہ کسی نے ان کی توثیق نہیں کی ہے۔ ابن حبان نے ان کو " مستقیم الحدیث " کہا ہے۔ ابن حجر نے "صدوق روی مراسیل " کہا ہے۔ علامہ ذھبی کے قول "ما علمت فيه جرحا" کے نقل کرنے کے بعد شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہے کہ ان سے یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ "هل علمت فيه توثيقا؟ فان عدم الجرح لاتسلزم التوثيق كما لايخفى" تو ان کی حالت کی مزید وضاحت کے لیے ابن القطان کا قول کافی ہے کہ "لايعرف حاله[29]" ان کا حال معلوم نہیں ہے۔"

عدم جرح سے کسی راوی کی توثیق نہیں ہوتی۔ یہ اصول حافظ ابن حجر عسقلانی کے ہاں بھی موجود ہے وہ فرماتے کہ "لكن الصواب أنه ليس بتوثيق"[30] درست یہ ہے کہ یہ توثیق نہیں ہے۔

3. اصول: حدثنی الثقۃ سے توثیق ثابت نہیں ہوتی

شیخ البانی رحمہ اللہ نے جرح و تعدیل کے جن قواعد کو لیا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر کوئی راوی یہ بیان کرے کہ "حدثنی الثقة " تو اس سے توثیق لازم نہیں ہوتی، کیونکہ یہ مبہم توثیق کے باب سے ہے۔ اس لیے کہ یہ راوی ان کے ہاں تو ثقہ ہے لیکن کبھی وہ دوسرے کے ہاں ضعیف ہوتا ہے اور یہ بات علم المصطلح میں مسلم ہے کہ ثقہ اگر کہے کہ مجھے ثقہ نے روایت کیا ہے تو اس سے استدلال نہیں کیا جائے گا جب تک یہ معلوم نہ کیا جائے کہ کس نے اس کی توثیق کی ہے۔ اس قاعدہ کی

مثال درج ذیل ہے۔

"يحي بن ابي كثير عن الثقة عن ابي ذر"ایسی سند جس میں مبہم ثقہ راوی موجود ہو اس کے حکم کے بارے میں شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ "فالاسناد ضعيف ،لجهالة هذه الذى قيل فيه الثقة،فان التوثيق غير مقبول عند علماءالحديث" اگرچہ توثیق کنندہ امام شافعی یا احمد جیسے جلیل القدر امام ہی کیوں نہ ہوں۔ جب تک جس کی توثیق کی گئی ہو ان کا نام معلوم نہ ہو جائے۔ اس کے بعد توثیق کو دیکھا جائے گا کہ یہ اتفاقی ہے یا اس میں اختلاف ہے؟ اختلاف کی صورت میں توثیق و جرح میں راجح قول کو دیکھا جائے گا اور یہ محدثین کی دقیق نظری والا کام ہے اور ایسے راوی سے روایت کرنے میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت پڑتی ہے[31]۔"

متقدمین محدثین حدثنی الثقۃ کو راوی کی توثیق شمار کرتے ہیں مثلاً "اخبرنی الثقة" یہ اصول سب سے پہلے ذھبی نے ذکر کیا[32]۔ علاء الدین علی الترکمانی نے اس اصول کو ذکر کیا[33]۔ سیوطی نے بھی اس اصول کو ذکر کیا ہے[34]۔ اس کے بعد محدثین اس کا اطلاق کرتے تھے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس اصول کے برعکس اپنی کتب میں کئی مقامات پر استدلال کیا ہے۔

4. اصول: متساہلین قابل اعتماد نہیں ہیں

قواعد جرح وتعدیل میں شیخ البانی رحمہ اللہ کے قواعد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ متساہلین ائمہ جرح پر اعتماد نہیں کرتے مثلاً ابن حبان، امام عجلی اور امام حاکم۔ شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "عدم الاعتماد على توثيق ابن حبان" ابن حبان کی توثیق میں یہ لازمی ہے کہ احتیاط سے کام لیا جائے کیونکہ آپ مجہولین کی توثیق میں علماء سے بہت زیادہ اختلاف کرتے ہیں[35]۔ درج ذیل مثال سے اس کی مزید وضاحت کی جاتی ہے۔ جیسے

"عبدالرحمن بن طرفة "رواۃ الحدیث میں سے ہیں۔ عجلی نے "ثقۃ" کہا ہے۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ابن حجر نے تقریب میں کہا ہے کہ وثقہ العجلی۔ ابوداود، ترمذی اور نسائی ان سے روایت لیتے ہیں[36]۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

"میرے خیال میں عبدالرحمن کی جہالت کے علاوہ اس حدیث میں کوئی علت نہیں ہے اور عجلی اور ابن حبان کی توثیق کی کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ وہ دونوں تساہل میں معروف ہیں[37]۔"

یہ اصول محدثین کے ہاں معروف ہے جس کا وہ اطلاق کرتے ہیں مثلاً اس کا اطلاق خلیل احمد سہارنپوری نے بھی کیا۔ محمد رشید رضا نے بھی لکھا ہے کہ متساہلین کے حکم کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ حسین الزھیری نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ

متساہلین قابل اعتبار نہیں ہیں[38]۔

5. اصول: کمزور اسباب جرح کی صورت میں جرح غیر معتبر ہے

شیخ البانی رحمہ اللہ کے قواعد جرح وتعدیل میں سے یہ بھی ہے کہ اگر غیر مناسب سبب کی وجہ سے کسی راوی کی تضعیف کی گئی ہو تو یہ جرح غیر معتبر ہو گی۔ جیسے المنہال بن عمرو الاسدی، آپ رواۃ الحدیث میں سے اور تبع تابعی تھے۔ ابن معین اور نسائی نے ان کی توثیق کی ہے۔ دار قطنی کے ہاں صدوق ہے۔ عجلی نے "کوفی ثقة" کہا ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں: "صدوق ربما وهم" بخاری اور اصحاب السنن ان سے روایت لیتے ہیں[39]۔ علامہ شوکانی کہتے ہیں کہ شعبہ نے منہال کے گھر میں طنبور کی آواز سنی تو آپ سے حدیث سنے بغیر واپس ہوئے۔ وہب بن جریر نے ان سے کہا کہ آپ نے اُن سے کیوں نہیں پوچھا ہو سکتا ہے کہ اسے اس کا علم نہ ہو۔

شیخ البانی رحمہ اللہ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ شعبہ نے اس وجہ سے منہال سے روایت کرنا ترک کیا۔ حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ وھب کا اعتراض صحیح تھا کیونکہ اس کی وجہ سے منہال کی عدالت پر حرف نہیں آتا ہے اور ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں کہ اس سے شعبہ کی رائے تقویت نہیں پاتی ہے[40]۔

اس اصول پر سب محدثین کا اتفاق ہے کہ کمزور اسباب جرح سے راوی کے ثقاہت پر اثر نہیں پڑتی بلکہ اس کی روایت کو قبول کیا جائیگا۔

6. اصول: صحیحین میں عدم ذکر جرح نہیں ہے

شیخ البانی رحمہ اللہ جرح وتعدیل کے باب میں جن قواعد کو استعمال میں لاتے ہیں، اُن میں ایک یہ ہے کہ بخاری و مسلم نے بخاری اور مسلم نے صحیحین میں جس راوی سے روایت نہ لی ہو تو ان دونوں کا کسی راوی کی روایت کو نہ لینا یہ اس راوی کے حق میں جرح نہیں ہو گی۔ جیسے عمیر بن یزید الخطمی، ابو جعفر الانصاری تابعی ہیں۔ ابن معین اور نسائی نے ان کو ثقة کہا ہے۔ عبدالرحمن بن مہدی نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ "كان ابو جعفر و ابوه و جده قوما يتوارثون الصدق بعضهم عن بعض[41]۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے امام بیہقی کے اس قول " لم ار البخاری ومسلما احتجا به فی حديث" کے تعقب میں کہا اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ متفقہ طور پر ثقہ ہے اور شیخین کا عدم اخراج اس کو مجروح نہیں

کرتا۔ دلیل یہ ہے کہ ایسے راویوں کی تعداد کثیر ہے جن کی احادیث کو صحیح قرار دیا گیا ہے اور ان کی توثیق بھی کی گئی ہے باوجودیکہ ان سے شیخین نے روایت نہیں لی ہے اور یہ علم حدیث سے نسبت رکھنے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے[42]۔

7. اصول: ثقاہت اور عدم ثقاہت میں اختلاف ممکن ہے

شیخ البانی رحمہ اللہ کے ہاں جرح وتعدیل کے ان قواعد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ راوی ایک شیخ کے واسطے سے ثقہ جبکہ دوسرے کے واسطے سے ضعیف ہوتا ہے، ایسا ممکن ہے۔ جیسے کہ ابن لہیعۃ المصری، مصری قاضی اور صدوق تھے لیکن کتب جلنے کے بعد مختلط ہوئے۔ ان کی روایت عبداللہ بن مبارک اور عبداللہ بن وھب سے دوسروں کی نسبت زیادہ مناسب ہے۔ مسلم نے مقرون کے طور پر ان سے روایت لی ہے[43]۔ شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ان پر ضعف کا اطلاق کرنا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ ائمہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ فی نفسہ ثقہ ہیں، لیکن ان کا حافظہ کمزور تھا۔ بعض ائمہ نے تصریح کی ہے کہ ان کی حدیث عبداللہ بن وھب، عبداللہ بن المبارک اور عبداللہ بن یزید المقریء سے صحیح ہوتی ہے۔ عبدالغنی بن سعید الازدی کے نزدیک اگر عبادلہ ابن لھیعہ سے روایت کریں تو "فھو حدیث صحیح" وہ حدیث صحیح ہوتی ہے[44]۔

8. اصول: تابعین کا سوءِ حفظ، توثیق یا زائد مرویات سے دور ہو جاتا ہے

شیخ البانیؒ کے ہاں یہ بھی قاعدہ ہے کہ تابعین میں اگر سوءِ حفظ ہو تو وہ توثیق یا کثرت اسناد سے دور ہو جاتا ہے۔

شیخ لکھتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ میں نے اپنے بعض تعلیقات یا کتابوں میں اس کی تعلیل بھی ذکر کی ہو۔ عہد اول میں جھوٹ عام نہیں تھا لیکن میں تابعین کے سوءِ حفظ سے خوف محسوس کرتا ہوں اور یہ ایک سے زائد روایت کرنے والوں یا توثیق سے دور ہو سکتا ہے چاہے یہ توثیق متساہلین سے ہی کیوں نہ۔ اس مجموعہ سے مجھے ان سے روایت کرنے میں اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے[45]۔ یہ قاعدہ شیخ کی کتاب ارواء الغلیل میں بھی موجود ہے[46]۔

اس قاعدہ کی وضاحت کے لیے درج ذیل مثال پیش کی جاتی ہے۔ جیسے کہ الہیثم بن عمران العبسی کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم نے جرح وتعدیل میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ان سے محمد بن وھب، ھشام بن عمار اور سلیمان بن شرحبیل نے روایت کیا ہے۔ الہیثم بن عمران کی توثیق شیخ البانی رحمہ اللہ کے علاوہ کسی نے نہیں کی ہے بلکہ ان سے پانچ رواۃ نے حدیث کو بیان کیا ہے اور کوئی منکر چیز بیان نہیں کرتے۔ لکھتے ہیں کہ الھیثم بن عمران الدمشقی اوردہ ابن حبان فی الثقات۔ ان سے محمد بن وھب، ھشام بن عمار اور سلیمان بن شرحبیل نے روایت کی ہے اور جرح یا تعدیل ذکر نہیں

کی، لیکن ان تین ثقہ راویوں کی روایت جن کے ساتھ چوتھا الھیثم بن خارجۃ اور پانچواں یونس بن بکیر ہے جن کی وجہ سے اس کی حدیث سے میرا دل مطمئن ہوتا ہے۔ اگر ان کی حدیث میں کوئی عیب ہوتا ہے تو ان ثقات کی روایت میں واضح ہو جاتا ہے اور ابن حبان، اور ابو حاتم جیسے ائمہ اس کو جانتے ہیں[47]۔

اصول: صحیح روایت کو صیغہ جزم کے ساتھ اور ضعیف روایات کو صیغہ تمریض سے ذکر کرنالازمی ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کے ہاں اصول ہے کہ صحیح روایات کو جزم جبکہ ضعیف کو تمریض سے بیان کرنالازمی ہے۔اس بارے میں امام نووی لکھتے ہیں:

"إذا كان الحديث ضعيفا لا يقال فيه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أو فعل أو أمر أو نهى أو حكم وما أشبه ذلك من صيغ الجزم: وكذا لا يقال فيه روى أبو هريرة أو قال أو ذكر أو أخبر أو حدث أو نقل أو أفتى وما أشبهه[48]" بلکہ اس کو روي عنه أو نقل عنه أو حكي عنه أو جاء عنه أو بلغنا عنه أو يقال أو يذكر أو يحكى أو يروى أو يرفع أو يعزى جیسے الفاظ سے اس کو بیان کرنالازمی ہے[49]۔"

یہ اصول شیخ البانی رحمہ اللہ کے ہاں مستعمل ہے۔ متقدمین محدثین کے ہاں یہ اصول مستعمل نہیں ہے۔اس کے ساتھ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس قاعدے کی پابندی نہیں کر سکے جس کی مثال درج ذیل ہے۔

" وروى عن أنس رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من بنى لله مسجدا صغيراً كان أو كبيراً، بنى الله له بيتاً في الجنةِ[50]" کے بارے میں شیخ لکھتے ہیں کہ منذری نے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے[51]۔

9. اصول: ضعیف حدیث پر چند شرائط کے ساتھ عمل کیا جاسکتا ہے

شیخ البانی رحمہ اللہ کے ہاں ضعیف حدیث پر عمل کیا جاسکتا ہے اگر وہ موضوع نہ ہو، عمل کرنے والے کو اس کا ضعف معلوم ہو اور اس پر عمل کرنے کو مشتہر نہ کیا جائے۔ان کا خیال ہے کہ ضعیف ظن مرجوح کا فائدہ دیتی ہے۔اور اس پر اتفاقا عمل کرنا ممنوع ہے۔عاملین ضعیف کے لیے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے جو ان کے پاس ہوتی نہیں ہے[52]۔

یہ اصول تقریبا تمام محدثین کے ہاں معمول بہ ہے البتہ بعض محدثین نے مواعظ اور قصص کی بابت توسع سے کام لیکر ان میں نرمی اختیار کی ہے۔

10. اصول: ضعیف حدیث کو اس کے ضعف کا ذکر کئے بغیر بیان کرنا جائز نہیں

شیخ البانی رحمہ اللہ کے ہاں ضعیف روایت کے ضعف کو بیاں کئے بغیر اس کو بیان کرنا ناجائز ہے۔ راوی کو اس بات کی صراحت کرنا ضروری ہوتا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ اگر ضعف بیان نہ کیا تو راوی کے لیے یہ جائز نہ ہوگا۔ شیخ نے عصر حاضر کے بہت سے محققین اور متخصصین پر تنقید کی ہے اور دلیل کے طور پر ابو شامہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں "وهذا عند المحققين من أهل الحديث وعند علماء الأصول والفقه خطأ بل ينبغي أن يبين أمره إن علم وإلا دخل تحت الوعيد[53] في قوله صلى الله عليه وسلم: "من حدث عني بحديث يرى أنه كذب فهو أحد الكاذبين[54]" اور یہ اہل حدیث کے محققین، علماء اصول اور فقہ کے ہاں خطا ہے بلکہ ان کو چاہیے کہ اگر ان کو معلوم ہو تو اس کی وضاحت کی جائے، اگر ایسا نہیں کیا تو وہ رسول اللہ کی اس وعید کے تحت آئیں گے کہ "جو شخص مجھ سے کوئی حدیث بیان کرتا ہے اور اس کے خیال میں وہ جھوٹ ہے وہ بھی جھوٹ بولنے والے دو افراد میں سے ایک ہے۔

ابن صلاح نے لکھا ہے اگر روایت کا تعلق صفات باری تعالی یا حلال وحرام سے نہ ہو اور روایت موضوع بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کے ضعف کو بیان کئے بغیر اس کو روایت کیا جا سکتا ہے[55]. ابن صلاح کا قول امام نووی نے نقل کیا ہے[56] شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس قاعدہ کو علی الاطلاق لیا ہے جبکہ متقدمین محدثین کے ہاں بعض صورتوں میں اس میں نرمی ہے۔

11. اصول: منذری کا سکوت صحت کی دلیل نہیں ہے

شیخ البانی رحمہ اللہ کے ہاں ایک اصول یہ بھی ہے کہ منذری کا سکوت حدیث کی صحت پر دلالت نہیں کرتا۔ یہ اصول شیخ البانی رحمہ اللہ سے پہلے علاء الدین مغلطائی کے ہاں بھی مستعمل ہے اور سب سے پہلے ابو عبد اللہ علاء الدین مغلطائی نے لکھا کہ "منذری کا سکوت کافی نہیں ہے[57]" اس کے بعد محمد بن اسماعیل نے بھی اس اصول کا استعمال کیا ہے چناں چہ لکھتے ہیں کہ " فلا يعتبر بسكوت أبي داود وسكوت المنذري[58]"

12. اصول: سیوطی کے رموز قابل اعتماد نہیں

شیخ البانی رحمہ اللہ کے جرح وتعدیل کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ جامع الصغیر میں سیوطی کے ذکر کردہ رموز پر اکتفاء نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی دو وجوہات ہیں ایک ناقلین نے نقل کرنے میں غلطی کی ہے دوسری وجہ سیوطی کا تساہل

ہے[59]۔اس وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے جامع الصغیر کو صحیح اور ضعیف میں تقسیم کر کے دو الگ الگ مجموعے مرتب کئے جو مطبوع شکل میں موجود ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے سیوطی کے رموز کو قابل اعتماد نہیں سمجھا اور جب تک دوسرے محدثین کے ہاں کسی راوی کے بارے میں توثیق یا تضعیف نہیں ملتی، شیخ البانی رحمہ اللہ اس کو قبول نہیں کرتے۔

سب سے پہلے سیوطی کے رموز پر محمد بن اسماعیل الصنعانی نے بات کی اور لکھا کہ " اغترَّ كثير من العلماء برموز السيوطي في الجامع الصغير[60]"

خلاصہ کلام

شیخ البانی رحمہ اللہ کے ہاں متقدمین محدثین کے جرح وتعدیل کے احکام کا از سر نو جائزہ لیا جا سکتا ہے۔آپ نے جرح وتعدیل کی آراء میں کئی مقامات پر متقدمین سے دلائل کی بناء پر اختلاف کیا ہے۔ جرح وتعدیل میں اپنی تحقیقات عام طور پر متقدمین محدثین کے اصول کی روشنی میں کرتے ہیں۔ بعض اوقات شیخ البانی رحمہ اللہ جرح وتعدیل میں اپنے اصول وضع کرتے ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کے ہاں متابعات اور شواہد سے سوء حفظ کی کمی پوری ہو جاتی ہے۔آپ کسی راوی کی ثقاہت اور عدم ثقاہت میں اختلاف کے وقت تطبیق کی کوشش کرتے ہیں۔آپ کے ہاں صحیح روایت کو شیخ کے ہاں صیغہ جزم کے ساتھ بیان کرنا ضروری ہے۔آپ کے ہاں ضعیف روایت کو صیغہ تمریض سے ذکر کرنا لازمی ہے، ضعیف حدیث کو اس کے ضعف کے بیان کے بغیر ذکر کرنا جائز نہیں۔اسی طرح ضعیف حدیث پر چند شرائط کے ساتھ عمل کیا جا سکتا ہے۔اسی طرح وثقہ الجمہور اور ضعفہ الجمہور جیسی اصطلاحات میں تحقیق کی ضرورت ہے، راوی کا نام لئے بغیر حدثنی کہنا اس راوی کی ثقاہت کے لیے کافی نہیں ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کے ہاں غیر مناسب سبب کی بناء پر تضعیف سے راوی مجروح نہیں ہوتا۔

تجاویز وسفارشات

فن جرح وتعدیل کے اصول پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے تاکہ حدیث سے متعلق عصری مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے۔ مختلف محدثین کے اصول جرح وتعدیل کا از سر نو جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ جرح وتعدیل میں آئمہ متقدمین کے آراء قابل تحسین اور قابل عمل ہیں لیکن یہ کوئی حتمی آراء نہیں ہیں جن سے اختلاف نہیں کیا جا سکتا۔ کئی ایک محدثین ایک راوی کو ضعیف جبکہ دیگر ان کو ثقہ، وثق یا صدوق مانتے ہیں۔ لہذا ایسے مختلف فیہ راویوں کے بارے میں مزید تحقیق وتفتیش کی

ضرورت ہے تاکہ ان کے بارے میں کوئی ایک رائے قائم کی جاسکے۔ جرح و تعدیل میں شیخ البانی کی متقدمین محدثین سے موافقت یا اختلاف رائے کو سامنے لانے کی ضرورت ہے۔ تابعین کا سوء حفظ کثرت اسناد اور توثیق سے دور ہو سکتا ہے۔ اس اصول کی روشنی میں ایسے تابعین کو تلاش کر کے ایک مقالہ لکھا جاسکتا ہے جن پر سوء حفظ یا حکم لگایا گیا ہو اور ان سے ناقلین کی تعداد زیادہ ہو۔ محدثین کے متفقہ اور مختلف فیہ اصول جرح و تعدیل کو الگ کر کے اختلافی مباحث کو زیر بحث لایا جائے تاکہ جرح و تعدیل سے متعلق اختلافات کو ختم کیا جاسکے۔ جرح و تعدیل میں محدثین کے باہم متعارض اقوال کی تطبیق کی ضرورت ہے۔ متفقہ اصول جرح و تعدیل کو تعلیمی نصاب میں شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ متساہلین ائمہ کے اقوال کے جانچ و پرکھ کی ضرورت ہے۔ اگر ان کے اقوال غیر متساہلین سے متفق ہیں تو ان کو قبول کیا جائے ورنہ ان پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ ثقاہت و عدم ثقاہت میں محدثین کے اختلافات کو حل کرنے کی ضرورت ہے۔

حواشی و حوالہ جات

1 الزَّبیدی، أبو الفیض، محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق، تاج العروس من جواہر القاموس (بیروت: دار الہدایہ (س-ن) 337: 6

2 الاعظمی، ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمن، دراسات فی الجرح والتعدیل (الریاض: مکتبۃ الغرباء الاثریۃ المدینۃ النبویۃ (س-ن) ص: 54

3 ابن ابی حاتم، أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدریس بن المنذر، الجرح والتعدیل (بیروت: دار کتب العلمیہ (س-ن) مقدمہ ص: 1

4 سورۃ الحجرات 49 : 6

5 ابن عساکر، أبو القاسم علي بن الحسن بن ہبۃ اللہ، تاریخ دمشق (بیروت: دار الفکر للطباعہ والنشر والتوزیع (س-ن) 40: 342

6 عینی، أبو محمد محمود بن أحمد، عمدۃ القاري شرح صحیح البخاري (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1992ء) 22: 171

7 ابو حاتم، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان، الثقات (دکن حیدر آباد: دائرۃ المعارف العثمانیہ (1988ء) 2: 275

8 البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ) کتاب العلم، باب إِثْمِ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

9 ابو الحسن، المصری المآربی، الدرر فی مسائل المصطلح والاثر (قاہرہ: دار الخراز، دار ابن حزم (س-ن) ص: 179

10 الذہبی، أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز، میزان الاعتدال في نقد الرجال (بیروت: دار المعرفہ للطباعہ والنشر (2000ء) 3: 28

11 ابن زریق، محمد بن عبد الرحمن بن محمد، مَنْ تَكَلَّمَ فيه الدَّارقطني في كتاب السنن من الضعفاء والمتروكين والمجهولين (قطر: وزارۃ الأوقاف والشؤون الإسلامیہ (س-ن) 3: 101

12 ابن شاہین، أبو حفص عمر بن أحمد بن عثمان، تاریخ أسماء الثقات (الکویت: الدار السلفیہ (س-ن) ص: 181

13 الجرجانی، أبو أحمد بن عدي، الکامل فی ضعفاء الرجال (لبنان: دار الکتب العلمیة، بیروت (س-ن) 7: 66
14 الالبانی، أبو عبدالرحمن محمد ناصر الدین، سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة (الریاض: مکتبة المعارف الریاض (س-ن) 3: 112
15 نفس مصدر
16 الکامل فی ضعفاء الرجال 4: 412
17 البخاری، ابوعبداللہ، محمد بن إسماعیل، التاریخ الکبیر (دکن حیدر آباد: دائرة المعارف العثمانیة (س-ن) 3: 460
18 العسقلانی، أبو الفضل أحمد بن علی، تہذیب التہذیب (ہند: مطبعة دائرة المعارف النظامیہ (1980ء) 4: 10
19 مقدمة الجرح والتعدیل 1: 143
20 ذہبی، ذکر من تکلم فیہ وھو موثق: ت: محمد شکور، مکتبہ المنار اردن، ص: 84
21 ابن عساکر، أبو القاسم علي بن الحسن بن ہبۃ اللہ، تاریخ دمشق (بیروت: دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع (س-ن) 21: 26
22 محمد ناصر الدین الألبانی، إرواء الغلیل في تخریج أحادیث منار السبیل (بیروت: المکتب الإسلامی، 1422ھ) 2: 87
23 البلخی، أبو الحسن مقاتل بن سلیمان بن بشیر الأزدي، تفسیر مقاتل بن سلیمان (بیروت: دار احیاء التراث، 1980ء) 5: 52
24 القدوری، ابو الحسین، أحمد بن محمد بن أحمد، التجرید (مطبع و سن اشاعت نامعلوم) 12: 6544
25 السمنانی، ابو القاسم، علی بن محمد بن أحمد، روضة القضاة وطریق النجاة (بیروت: مؤسسة الرسالہ، 1433ھ) 1: 229
26 النووی، أبو زکریا محیي الدین یحیی بن شرف، خلاصة الأحکام فی مہمات السنن وقواعد الإسلام (بیروت: مؤسسة الرسالہ، 1430ھ) 2: 717
27 ابن جوزی، جمال الدین عبدالرحمن بن علی، الضعفاء والمتروکون (بیروت: دار الکتب العلمیہ (2000ء) 1: 7
28 ابن صلاح، ابو عمرو، عثمان بن عبدالرحمن، معرفة أنواع علم الحدیث (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1430ھ) ص: 183
29 سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة 2: 321
30 ابن حجر العسقلانی، أبو الفضل أحمد بن علی، شرح نخبة الفکر (بیروت: دار الفکر، 2000ء) 9: 8
31 سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة 1: 307
32 المنیاوی، أبو المنذر محمود بن محمد بن مصطفی، شرح الموقظة للذہبی (مصر: المکتبة الشاملہ، 1422ھ) ص: 57
33 ابن الترکمانی، ابو الحسن علاء الدین علی بن عثمانی، الجوہر النقی علی سنن البیہقی (بیروت: دار الفکر، (س-ن) 4: 54
34 السیوطی، عبدالرحمن بن أبي بکر جلال الدین، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی (مصر: دار طیبہ (س-ن) 1: 326
35 الالبانی، أبو عبدالرحمن محمد ناصر الدین، تمام المنة فی التعلیق علی فقہ السنة، (لبنان: دار الرایة، (س-ن) ص: 20- 25
36 ابن حجر العسقلانی، أبو الفضل أحمد بن علی، تقریب التہذیب (شام: دار الرشید، 1990ء) ص: 343
37 الالبانی، أبو عبدالرحمن محمد ناصر الدین، إرواء الغلیل في تخریج أحادیث منار السبیل (مطبع و سن اشاعت نامعلوم) 3: 309
38 أبو الأشبال حسن الزہیری، شرح کتاب الباعث الحثیث، موقع الشبکة الإسلامیة، 7: 4

39 تقریب التہذیب، دار العاصمۃ: 547

40 میزان الاعتدال 4: 192

41 تہذیب التہذیب 4: 412

42 إرواء الغلیل في تخریج أحادیث منار السبیل 5: 353

43 تقریب التہذیب: 538

44 الالبانی، أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدین، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (الریاض: مکتبۃ المعارف، 2002م) 1: 595

45 الالبانی، أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدین، الدرر فی مسائل المصطلح والاثر (لبنان: دار ابن حزم، 2000ء) ص: 24

46 إرواء الغلیل في تخریج أحادیث منار السبیل 6: 17

47 سلسلہ احادیث الضعیفہ والموضوعہ 2:

48 النووی، أبو زکریا محیي الدین یحیی بن شرف، المجموع شرح المہذب (بیروت: دار الفکر (س۔ن) 1: 63

49 نفس مصدر

50 المنذری، ابو محمد، عبد العظیم بن عبد القوي بن عبد الله، الترغیب والترہیب من الحدیث الشریف (مصر: مکتبۃ مصطفی البابي الحلبی (س۔ن) 1: 195

51 الالبانی، أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدین، الثمر المستطاب في فقہ السنۃ والکتاب (بیروت: غراس للنشر والتوزیع (س۔ن) ص: 456

52 الالبانی، أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدین، بن الحاج نوح بن نجاتي، تمام المنۃ: ص: 36-34

53 أبو شامہ، أبو القاسم شہاب الدین عبد الرحمن، الباعث علی إنکار البدع والحوادث (قاہرہ: دار الہدی، 1398ھ) ص 75

54 القشیری، مسلم بن الحجاج أبو الحسن، صحیح مسلم (بیروت: دار احیاء التراث العربي (س۔ن) 1: 8

55 ابن صلاح، عثمان بن عبد الرحمٰن، معرفۃ انواع علوم الحدیث، دار الفکر، سوریا، ص: 103

56 النووی، ابو زکریا، محیي الدین یحیی، ارشاد طلاب الحقائق إلی معرفۃ سنن خیر الخلائق (ریاض: مکتبۃ الإیمان، المدینۃ المنورۃ (س۔ن) ص: 270

57 علاء الدین، ابو عبد اللہ مغلطاي بن قلیج، شرح سنن ابن ماجہ (سعودی عرب: مکتبۃ نزار مصطفی الباز (س۔ن) ص: 113

58 الامیر، ابو ابراہیم، محمد بن إسماعیل بن صلاح، التَّحبیر لإیضاح مَعَاني التَّیسیر، مکتبۃ الرُّشد (الریاض: المملکۃ العربیّۃ السعودیۃ (س۔ن) 5: 242

59 تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ: 29

60 الامیر، ابو ابراہیم، محمد بن إسماعیل بن صلاح، التَّنویرُ شَرْحُ الجَامعِ الصَّغِیرِ (الریاض: مکتبۃ دار السلام، 1998ء) 1: 133